© rasailojaraid.com

اخبار امت

قاضی حسین احمد کا دورہ امریکہ، دعوتی پہلو

عبدالغفار عزیز

محترم قاضی حسین احمد کے ماہ جولائی میں تین ہفتے کے دورۂ امریکہ میں، صرف ۱۸ گھنٹے ایسے تھے، جو امریکی حکام یا دانش وروں سے ملاقاتوں میں گزرے۔ لیکن ذرائع ابلاغ نے انھی ملاقاتوں پر توجہ مرکوز رکھی اور یوں محسوس ہوا جیسے تین ہفتے وہ امریکی سرکاری ذمہ داران ہی سے ملتے رہے۔ حالانکہ ان چند ملاقاتوں کے علاوہ، ان کا سارا وقت امریکہ میں مقیم پاکستانیوں، عرب و امریکی مسلمانوں، عالمی صحافتی نمایندوں اور مختلف اہل علم و دعوت سے تبادلۂ خیال میں گزرا۔

ایک اندازے کے مطابق اس وقت امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ سے کچھ کم یا زیادہ ہے۔ ان میں ایک بہت بڑی تعداد فکر معاش سے آزاد اور آسودہ حال ہے۔ ایک معتدبہ تعداد اہم اور موثر افراد میں شمار ہوتی ہے۔ خود امریکی ذمہ داران ان کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔ اس وقت امریکہ کے بڑے شہروں میں ہی نہیں دور دراز کی چھوٹی بستیوں میں بھی کوئی نہ کوئی مسجد، اسلامی مرکز یا اسکول مل جاتا ہے۔ چند برسوں پیشتر امریکہ جانے والے مسلمان حلال کھانوں کی تلاش میں ہلکان ہو جایا کرتے تھے، اب ہر علاقے میں حلال کھانوں کے بڑے بڑے سٹور اور ہوٹل مل جاتے ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد بھی کبھی کبھار ان کھانوں سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

اگر امریکہ میں مقیم مسلمان اپنی تہذیب و ثقافت پر فخر کرتے ہوئے قرآنی تعلیمات کو اپنا لیں، خود کو امت مسلمہ کا سفیر سمجھتے ہوئے امت کے مفادات پر نگاہ رکھیں، روحانی سکون اور ذہنی اطمینان کے متلاشی کروڑوں عوام کی اسلام کے چشمۂ شیریں تک رہنمائی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ عالم اسلام کو امریکہ سے ٹھنڈی ہوائیں نہ آنے لگیں اور انسانیت کی رہنمائی کے لیے آنے والا مذہب عملاً پوری انسانیت کو اپنی آغوش شفقت و نجات میں لے لے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی وہ بنیادی سبب تھا جس کی وجہ سے امیر جماعت نے حلقہ اسلامی شمالی امریکہ (ICNA) کے سالانہ کنونشن کا دعوت نامہ اس سال بھی قبول کر لیا۔ یہ تین روزہ کنونشن، بالٹی مور کے عین قلب میں واقع بہت بڑے کنونشن سنٹر میں منعقد ہوا اور اس میں نہ صرف امریکہ کے دور دراز علاقوں سے مندوبین آئے بلکہ کینیڈا کے منجمد علاقوں تک سے کل تقریباً ۱۰ ہزار مسلمان شریک ہوئے۔ ۴ جولائی امریکہ کا یوم آزادی ہے۔ اس موقع پر قدرے طویل تعطیلات ہوتی ہیں۔ ان دنوں میں تقریباً سب امریکی شہری سیر و تفریح کے لیے گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر شہر میں آتش بازی اور ہلا گلا عروج پر ہوتا ہے۔ حادثات کا تناسب کئی گنا بڑھ جاتا ہے، امن و امان کے اداروں، فائر بریگیڈ اور ہسپتالوں کے عملوں کو لمبی ڈیوٹی دینا پڑتی ہے کیونکہ "آزاد" معاشرہ اس روز محو جشن ہوتا ہے۔ اسی طوفان عشرت میں، حلقہ اسلامی امریکہ مسلمان برادری کو ایک گوشہ عافیت مہیا کرتا ہے۔ اپنے پورے خاندان سمیت دور دراز سے آنے والوں کے لیے اس سفر میں تفریح بھی ہوتی ہے اور روحانی سکون بھی۔ والدین اپنے بچوں کو اسلامی آداب سے آراستہ ایک ماحول سے متعارف کروانا چاہتے ہیں، اور اس طرح مسلمان نسلوں کو اپنی اساس و شناخت سے وابستہ رکھنے کی ایک کامیاب عملی کوشش ہوتی ہے۔

تین روزہ کنونشن میں خطاب کے لیے محترم قاضی صاحب کے علاوہ امیر جماعت ہند مولانا سراج الحسن، مولانا یوسف اصلاحی اور بنگلہ دیش جماعت کے نمایندے بھی آئے ہوئے تھے۔ معروف امریکی اسکالر جان اسپوزیٹو بھی موجود تھے جو مغرب اور اسلام پر بحث و تحقیق کے واشنگٹن یونی ورسٹی میں قائم ادارے کے سربراہ ہیں۔ ان تین دنوں میں ہر طرف حجاب و اخوت کا ماحول تھا۔ اگر وہاں شرکا کو کوئی پروگرام سننے کو نہ بھی ملتا، تب بھی یہ ماحول انھیں بہت سے بھولے اسباق یاد دلانے کے لیے کافی ہوتا۔

محترم قاضی حسین احمد نے ان تین دنوں میں پانچ مختلف اجلاسوں سے خطاب کیا، اسلامی اخلاقیات بھی زیر بحث آئیں، حکمت دعوت اور تبلیغ کی اہمیت پر بھی بات ہوئی، پاکستان کے حالات پر سوالات ہوئے اور امت کو درپیش مسائل پر بھی گفتگو ہوئی۔ کنونشن کے دوران انفرادی ملاقاتوں کے دور بھی چلے اور مشاورتی مجالس بھی منعقد ہوئیں۔ تین روزہ کنونشن کے بعد مختلف امریکی شہروں کے دورے کا پروگرام تھا۔ اورلینڈو اور میامی ریاست فلوریڈا کے باہم قریب شہر ہیں، یوں جیسے کراچی اور حیدر آباد۔ لیکن پروگرام صرف اسی طرح ترتیب دیا جا سکا کہ پہلے تقریباً تین گھنٹے کی پرواز سے اورلینڈو جائیں، دن بھر کے پروگرام کے بعد اگلی صبح فجر کے بعد تقریباً پانچ گھنٹے سفر کرتے ہوئے ڈیٹرائٹ جائیں۔ وہاں مسلسل پروگراموں کے بعد اگلی صبح فجر کے بعد پھر کوئی پانچ گھنٹے کا سفر کرتے ہوئے میامی جائیں اور دن بھر کے پروگراموں کے بعد اگلی فجر کے بعد واشنگٹن کے لیے روانہ ہو جائیں۔ مسلسل سفر کا یہی عالم واشنگٹن سے نیویارک اور وہاں سے کینیڈا کے شہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ٹورانٹو پھر دارالحکومت اوٹاوا اور واپس نیویارک کے لیے رہا۔

ہر شہر میں مسلسل پروگراموں کی کیفیت یہ تھی کہ پہنچتے ہی چائے کی تعارفی نشست سے آغاز ہو جاتا اور پھر ایک اسلامی سنٹر سے دوسرے' دوسرے سے تیسرے' ایک مسجد سے دوسری' دوسری سے تیسری..... رات ساڑھے بارہ ایک بجے بمشکل استراحت کے لیے وقت ملتا۔

یہ مسلسل سفر اور بلاتوقف پروگرام دورۂ امریکہ کی اصل روح تھے۔ ہر جگہ نئے احباب' نئے ساتھی اور نئے متلاشیان حق ملتے' اسلام اور مسلمانوں کے حال و مستقبل پر سوالات ہوتے' امریکہ میں پروان چڑھنے والی مسلمان نسلوں کے مسائل سامنے آتے' اغیار کی سازشوں کے متعلق سوالات ہوتے' اپنوں کی بے حسی و بدعملی پر اظہار تشویش کیا جاتا اور امیر جماعت ہر سوال' ہر خدشے کا بے لاگ تجزیہ کرتے ہوئے دلوں میں امید و رجا کے چراغ جلاتے جاتے۔ ایک شہر میں وہاں کے بااثر اور درد دل رکھنے والے پاکستانیوں نے اس جذبے کا اظہار کیا کہ دیگر مذاہب و ممالک کے لوگ کم تعداد میں ہونے کے باوجود منظم' موثر اور فعال ہیں۔ ہم کثیر تعداد میں ہونے کے باوصف بھی منتشر اور پراگندہ حال ہیں۔ امیر جماعت نے اس احساس پر تحسین کرتے ہوئے کہا کہ آپ تمام مسلم مراکز' مسلم آبادی اور موثر افراد کو یکجا کرنے کا آغاز کریں' ہمیں ہر قدم پر اپنے شانہ بشانہ اور اپنے سے آگے پائیں گے۔ قاضی صاحب نے خود بھی اس ضمن میں فعال کردار ادا کرنے کا وعدہ کیا اور یہ امید روشن تر ہوگئی کہ امریکہ میں موجود ۹۰ لاکھ سے زائد مسلمانوں کو متحدہ طاقت بنانے کے لیے آنے والے سالوں میں زیادہ ٹھوس اور جان دار اقدام سامنے آئیں گے۔

اسلامی تحریک اور اسلامی تعلیمات کا اعجاز ہے کہ جماعت اسلامی پاکستان کا رہنما صرف پاکستانیوں کا مہمان نہیں تھا۔ عرب' افریقی' افغان اور خود امریکی مسلمان مصر تھے کہ قاضی حسین احمد ان کے پاس بھی آئیں۔ صرف امریکی پالیسی ساز ادارے ہی ان کے ساتھ تبادلۂ خیال نہیں چاہتے تھے' عرب قوم پرست بھی اپنے تحقیقی اداروں میں انھیں مدعو کر رہے تھے اور الحمدللہ ہم نے بھرپور کوشش کی کہ ہر مفید دعوت پر لبیک کہا جائے۔

ان اداروں اور افراد سے ملاقاتوں کی تفصیل تو یہاں ممکن نہیں لیکن ایک ملاقات کا حال عرض کرتا ہوں۔ امام سراج وہاج سیاہ فام امریکیوں کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ سادہ مزاج' فقیرانہ رنگ لیکن متحرک و دبنگ' اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے' گذشتہ سال بھی قاضی صاحب سے ملنے حلقہ اسلامی کے مرکز میں آئے تھے' اس سال ان کے مرکز میں ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کا مرکز ایسے علاقے میں واقع ہے جو جرائم پیشہ افراد کا گڑھ تھا۔ وہاں جاتے ہوئے بڑے بڑوں کا پتا پانی ہو جاتا تھا۔ دن کے وقت بھی سرعام منشیات فروش ڈاکوؤں کا راج ہوتا تھا جو کسی بھی راہ گیر کو روک کر "جو کچھ ہے نکال دو" کا کاشن دیتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ ماننے والے کا بھرکس نکال دیتے تھے۔

امام سراج وہاج نے وہاں نرمی و محبت سے دعوت الی اللہ کا آغاز کیا' لاتعداد سیاہ فام مسلمان ہو گئے' ان کے خطاب کے وقت مسجد کا دامن تنگ پڑنے لگا اور پھر انھوں نے اعلان کر دیا کہ آیندہ سے اس علاقے میں جرائم پیشہ لوگوں کا داخلہ بند ہے۔ اگر کوئی منشیات فروش یا جرائم پیشہ دکھائی دیا تو وہ اپنے انجام کا خود ذمہ دار ہو گا۔ اب وہی علاقہ امن و آشتی کا علاقہ ہے۔ امریکی حکام بھی امام سراج وہاج کے کردار کے معترف ہیں' بلکہ ان کے لیے ایوارڈ کا اعلان کر چکے ہیں اور امام سراج اسی نرمی و محبت سے لوگوں کے دل جیتتے چلے جا رہے ہیں۔

امام سراج وہاج سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔ آخر میں وہ بار بار یہی کہتے کہ قاضی صاحب' آپ نے مجھے کام کرنے کا نیا حوصلہ دیا' آپ نے میرے جذبوں کو جوان کر دیا اور قاضی صاحب انھیں کہہ رہے تھے کہ آپ کے کام کو دیکھ کر اور آپ کی باتیں سن کر ہمیں نئی ہمت و ولولہ ملتا ہے۔ اس ملاقات میں دیگر امریکی مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا گیا' آیندہ کے امکانات و خدشات زیر بحث آئے اور باہم ربط و ضبط بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ہم نے امام سراج سے جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کا وعدہ لیا۔

امریکہ میں مقیم مسلمان ایک قوت اور حقیقت ہیں۔ یہ قوت اور خود پاکستان میں جماعت اسلامی کی اہمیت و منزلت' امریکی ذمہ داران میں بھی' مسلمانوں کے ساتھ گفت و شنید کی ضرورت کا احساس پیدا کر رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس صورت حال میں امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے باہمی ربط کے لیے اقدامات کریں اور امریکی معاشرے اور ذمہ داران کے سامنے اسلام کا حقیقی اُجلا چہرہ پیش کریں۔

۴

بنگلہ دیش میں دینی مدارس: نئے رجحانات

ڈاکٹر ممتاز احمد ○

دنیا میں' عالم اسلام میں' سب سے زیادہ عربی مدارس' مدارس کے اساتذہ اور مدارس کے طلبہ بنگلہ دیش میں ہیں۔ یہ امتیاز کسی اور مسلمان ملک کو حاصل نہیں ہے۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ۶۰ لاکھ ایسے

○ پروفیسر' ہیمپٹن یونی ورسٹی' امریکہ۔ یہ تحریر دینی مدارس پر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' اسلام آباد کے سیمی نار منعقدہ ۴ جولائی ۲۰۰۰ء میں پیش کی جانے والی گفتگو پر مبنی ہے۔

© rasailojaraid.com